اسلام اور عیسائیت

از:- قاضی اطہر مبارکپوری

میں ۲۲ ستمبر کو حسب دستور دفتر "انقلاب" بمبئی میں "احوال و معارف" کے مضامین کاتب کو دینے کے لئے گیا، تو دیگر خطوط کی طرح ایک بند لفافہ بھی ملا۔ جو جناب عبد الحمید صاحب انصاری مالک و مدیر روزنامہ انقلاب کی طرف سے تھا اور جس پر "برائے توجہ" لکھا ہوا تھا، اس میں "انشاء اللہ" کے عنوان سے ایک پمفلٹ تھا، اور اس کے ساتھ یہ خط تھا۔

مکرمی و محترمی جناب قاضی اطہر صاحب قبلہ

السلام علیکم۔ منسلکہ پمفلٹ ایک صاحب دفتر میں دے گئے ہیں، ان کا بیان ہے کہ اس قسم کے ہزاروں پمفلٹ باندرہ میں ان دنوں جہاں کرسچین زیارت گاہ ماؤنٹ میری پر میلہ ہو رہا ہے اس میں تقسیم کئے جا رہے ہیں اور سخت بے حرمتی کا باعث بن رہے ہیں، چونکہ یہ معاملہ آپ سے متعلق ہے، اس لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ پمفلٹ لانے والے کا نام ایم، حیدر رضا فاروقی ہے۔ فقط آپ کا مخلص

عبد الحمید انصاری ۱۹/۹/۶۶

میں نے یہ خط انصاری صاحب کی دینی حمیت و غیرت پر محمول کیا اور پمفلٹ کو پڑھا تو اس میں وہی واہی تباہی اور بے سر پیر کی باتیں اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم کے بارے میں درج تھیں جو گذشتہ

دو سو سالوں سے عیسائیوں کی مشنریوں نے پورے عالم اسلام میں عام کر رکھی ہیں۔ اور جن کو ان کے مناظر اور پادری اپنی کتابوں میں لکھتے آئے ہیں۔

اس پمفلٹ کے پڑھنے کے بعد مجھے اپنی طالب علمی کا زمانہ یاد آگیا جبکہ میں مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہا تھا۔ اور ہمارے یہاں بازار میں منگل کو اعظم گڑھ سے کچھ عیسائی مبلغین آتے۔ کچھ کتابیں تقسیم کرتے۔ تقریریں کرتے اور گاتے بجاتے تھے اور جب مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ آگئے ہیں تو فوراً مدرسے سے بازار جاتا اور تمام حاضرین خوش ہو جاتے کہ اب مباحثہ و مناظرہ اور سوال و جواب میں مزہ آئیگا پھر مجھ میں اور ان عیسائی مبلغین میں گھنٹوں گھنٹوں تثلیث، کفارۂ مسیح اور تحریف انجیل وغیرہ پر بحث اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہو جاتا تھا۔ راقم کی شہرت سب سے پہلے عوام میں اسی بازار والے عیسائیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ سے شروع ہوئی۔ کچھ دنوں بعد انہوں نے اس مباحثہ کو تحریری جاری رکھنے کی اپیل کی اور پھر آٹھویں دن جانبین میں سوال و جواب تحریری ہونے لگا، اس سلسلہ میں تورات، انجیل اور دوسرے رسائل پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک کامیاب مناظر بن گیا، بعد میں ان میں اور مجھ میں تعلقات دوستانہ رنگ کے ہونے لگے اور وہ اتوار سے ایک دن پہلے ہی مجھے دعوت دیتے کہ آؤ ہمارے یہاں رات بھر مہمان رہو، پھر صبح گرجے میں چل کر ہماری عبادت دیکھو، مگر لوگوں نے مجھے ڈرایا کہ ہرگز مت جانا ورنہ وہ پھانسنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے میں کبھی ان کے یہاں نہیں جا سکا۔ بمبئی والے اس پمفلٹ کو دیکھ کر مجھے بچپن کی یہ باتیں اور اس دور کے مضامین ذہن میں آگئے، چنانچہ میں اس پر جو کچھ لکھوں گا وہ سب اسی دور کی یاد اور یادگار کا نتیجہ ہوگا۔ فی الحال میرے پاس نہ انجیل کی کوئی کتاب ہے اور نہ عیسائیوں کے مباحث پر کوئی کتاب ہے اگر ضرورت پڑے گی تو سب کچھ اکٹھا کیا جا سکے گا۔

اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی چال :- اصل بحث سے پہلے اس کا پس منظر جاننا مناسب ہے، بات یہ ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت ہمیشہ سے پیش پیش رہی ہے

عہد رسالت میں یہود، نصاریٰ اور مشرکین تینوں کی طاقتیں ایک محاذ قائم کرکے اسلام سے مقابلہ کر رہی تھیں مشرکین کی طاقت فتح مکہ کے بعد سے ٹوٹ گئی اور یہودیوں کا زور ختم ہو گیا تھا، مگر عیسائیوں سے مقابلہ جاری رہا۔

اور عرب کے شمالی حصہ پر بازنطینی اور رومی اقتدار اور ارض شام کے "بائیبل لینڈ" ہونے کی وجہ سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ہمیشہ زور آزمائی جاری رہی۔ جب مسلمانوں نے کریٹ، سسلی، اٹلی، قبرص وغیرہ پر قبضہ کیا اور اندلس پران کی مستقل حکومت قائم ہوئی تو عیسائی طاقتیں کچھ مدت کے لئے زیر ہو گئیں۔ مگر پھر انہوں نے سنبھالا لیا اور پوری عیسائی دنیا متحد ہو کر اسلام کے مقابلہ میں طاقت لے کر آئی اور صلیبی جنگوں کے نام سے مدتوں نبرد آزما رہی، انہیں عیسائی بادشاہوں نے خزانے کھولے۔ عیسائی عوام نے شیر اور بھیڑیا بنکر عالم اسلام کا رُخ کیا۔ اور پادریوں نے مریم عذراء کے دودھ کی بوتلیں گراں داموں پر فروخت کر کے نوجوانوں کو پلایا تاکہ یہ اپنے دشمن کو ایک ہی وار میں ختم کر دیں۔ یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے عیسائی بھیڑ کو ختم کیا اور عالم اسلام کو چین کی نیند آئی۔ مگر اس کے بعد کلیسا کی کونسل نے اسلام کے مقابلہ کے لئے دوسری شکل اختیار کی اور ان کے علمائے اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن کو نہایت مہیب اور خوفناک شکل میں اپنے عوام کے سامنے پیش کرنے کی تحریک چلائی۔

چنانچہ ان کے پادریوں اور عالموں نے اپنے عوام کے سامنے اسلام کو ایسے خون خوار اور خوں ریز انداز میں پیش کیا کہ اس کا نام آتے ہی ہر عیسائی لرزہ براندام ہو جائے۔

پھر اسلامی دنیا پر علمی حملہ کے ساتھ ساتھ سیاسی حملہ کی بھی تیاری کی گئی اور حکومت و اقتدار کی راہ سے ایک طرف مسلم ممالک پر قبضہ کیا گیا اور دوسری طرف اپنے مذہبی مبلغوں، پادریوں، مشنریوں کو ان مقامات میں عیسائی گردی کے لئے بے پناہ دولت دے کر روانہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ہندستان میں بے پناہ عیسائی گردی کی مہم چلائی گئی اور کروڑوں روپیہ کے ساتھ ہزاروں پادری اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے خاص طور سے یہاں بھیجے گئے، سب سے پہلے پرتگیزیوں نے جنوبی ہند میں قبضہ کر کے یہ کام کیا اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے۔ پھر ۱۸۵۷ء کے بعد شمالی ہندستان میں بھی یہ مہم تیزی کے ساتھ چلائی گئی مگر مسلمان علماء نے ان کا دندان شکن جواب دے کر کامیاب مقابلہ کیا، اس دور کے یورپ سے آنیوالے پادریوں میں پادری فنڈر اور پادری زویمر بہت مشہور ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابوالمنصور دہلوی، حافظ وزیر علی اکبرآبادی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہ سامنے آئے، اور تمام عیسائی چالوں کو قبر میں پہونچا کر دم لیا۔ بڑے بڑے معرکے اور مناظرے ہوئے، اخبارات و رسائل نکلے، کتابیں لکھی گئیں، الغرض علمائے اسلام نے مشنریوں کو بری طرح

ناکام بنادیا۔ اسی زمانہ میں پادری فنڈر نے "ینابیع القرآن" (سرچشمہائے قرآن) کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ثابت کرنا چاہا کہ حضرت محمدؐ نے قرآن کو فلاں فلاں مقامات سے یکجا کر کے پیش کیا ہے، علماء نے اس افتراء کا پردہ چاک کیا اور پادری فنڈر سے جواب نہ بن پڑا۔ اسی پادری کی اس کتاب کو سامنے رکھ کر نیاز فتحپوری نے اپنے رسالہ "نگار" کا قرآن نمبر نکالا تھا۔ اور پادری فنڈر کی بکواسوں کو اپنے رنگ میں درج کر کے بتانا چاہا تھا کہ یہ میری ذاتی تحقیق ہے۔

حالانکہ اس موضوع کو صدیوں پہلے مسلمان علماء دفن کر چکے ہیں۔ ان مباحث میں عیسائیوں کی طرف سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے تھے اور اسلام کو عیسائی مذہب کا سرقہ ثابت کرنے کی کوشش جاری تھی اور مسلمانوں کی طرف سے انجیل کی تحریف، تثلیث میں توحید، کفارۂ مسیح اور اسی قسم کے عقائد پر بحث کی جاتی تھی۔۔۔۔

مسلمانوں کی طرف سے حجت تمام ہونے پر یہ سلسلہ تقریباً بند کر دیا گیا چنانچہ آج بھی مولانا ابوالمنصور دہلوی اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتابیں رد عیسائیت میں عالم اسلام میں مقبول و متداول ہیں بلکہ مولانا کیرانوی کی عربی کتاب اظہار الحق کو لیبیا وغیرہ کی حکومتوں نے سرکاری طور سے شایع کیا کیوں کہ وہاں پر عیسائی مشنریوں کی سیہ کاریاں بہت زیادہ اور بہت تیز ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے دفاعی کارروائی مکمل ہو جانے کے بعد ان کے علماء دوسرے ضروری کاموں میں لگ گئے، اور عیسائیوں کے مقابلہ میں جواب کے لئے کتابیں لکھ کر اور مباحثہ کر کے انبار لگا گئے، مسلمانوں کے یہاں یہ کوئی مقصدی کام نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیچھے پڑا رہا جائے اور رات دن سازش، دسیسہ کاری، حملہ و ہجوم کی پالیسی جاری رکھی جائے۔ مگر عیسائی مشنریاں یورپ کی حکومتوں سے غذا پا کر یہی کام کرتی ہیں اور ان کا مقصد دوسرے مذاہب پر ہجوم و حملہ کرنا ہے اس لئے وہ رات دن اسی چکر میں رہتی ہیں۔ ان کے علماء دوسرے مذاہب پر ہجوم و حملہ کے لئے اعتراضات تلاش کرتے ہیں اور ان کے پادری اپنے خدا کی نیابت کرتے ہوئے عشائے ربانی کھلاتے ہیں اپنے مجرموں کے ہفتہ بھر کے گناہ معاف کراتے ہیں اور دوسرے مذاہب پر اعتراضات کرتے ہیں، چنانچہ آج تک ان کا یہ سلسلہ جاری ہے اور وہ لوگ مختلف طریقوں سے دوسروں کو پھانسنے پھنسانے اور گمراہ کرنے کی چالیں چلا کرتے ہیں اور جب بھی موقع پاتے ہیں اپنی چال سے نہیں چوکتے۔ "انشاءاللہ" کے عنوان سے جو پمفلٹ تیار کیا گیا ہے اور بانٹا گیا ہے وہ بھی عیسائیت کی تبلیغ کے نام پر مسلمانوں کے مذہب، اور ان کے رسول اور ان کے قرآن کے خلاف نہایت مکروہ چال ہے

اگر وہ اپنے میلہ پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا مگر بڑی چالاکی سے تبلیغ کے انداز میں پیغمبر اسلام قرآن اور اسلام کے خلاف وہی پرانی حرکت کی گئی ہے جو ہمیشہ سے ان کا شیوہ رہا ہے۔

"انشاءاللہ" کی بات :-

اس پمفلٹ کی ابتداء بڑے معصومانہ مگر مجرمانہ انداز میں کی گئی ہے کہ دنیائے اسلام کا شائد سب سے عام اور مشہور جملہ "انشاءاللہ" ہے اور اہل تقویٰ اسے دہراتے رہتے ہیں۔ سورہ کہف میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر اسے بے حیثیت کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ قرآن کی باتیں نرالی اور بے مثال نہیں ہیں، اس طرح کے جملہ اور تعلیم کی مثالیں تورات و انجیل کے مختلف مقامات سے مع حوالہ جات کے پیش کی گئی ہیں اور آخر میں ٹیپ کا بند یہ ہے کہ "شائد حضرت محمد نے یہودیوں یا عیسائیوں کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا ہو، اور ان سے یہ تعلیم پائی ہو" یہ جملے عیسائیوں کی اس پرانی بیماری کا پتہ دیتے ہیں جو ان میں قرآن، پیغمبر اسلام اور اسلام کی عداوت کی وجہ سے ہمیشہ تازہ رہا کی ہے۔ یعنی یہ کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ وہ سراسر یہودیت اور عیسائیت کا چربہ ہے۔ اور پیغمبر اسلام نے عرب کے یہود و نصاریٰ کی شاگردی کرکے ان سے مذہبی تعلیمات حاصل کیں اور بعد میں ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ عیسائیوں کے پادریوں اور مستشرقوں نے اس سلسلہ میں بڑے بڑے گل کھلائے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ پیغمبر اسلام نے بچپن میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کا جو تجارتی سفر کیا تھا اس میں ان کی ملاقات بحیرا نامی ایک نسطوری راہب سے ہوئی تھی جو عیسائی دنیا سے مغضوب ہو کر عرب کے علاقہ میں ایک پہاڑی کٹیا میں زندگی بسر کر رہا تھا، اسی نے اس وقت ان کو چند باتیں ایسی بنیادی کی بتادی تھیں کہ ان پر بعد میں انھوں نے ایک نیا دین ایجاد کر لیا۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ خود مکہ میں کئی عیسائی علماء جیسے ورقہ بن نوفل وغیرہ تھے نیز حضرت خدیجہ کا ایک غلام با نام نصرانی مذہب کا تھا، اس سے بھی پیغمبر اسلام نے اچھی اچھی باتیں معلوم کیں، پھر بعد میں مدینہ آکر یہاں کے یہودی علماء سے میل جول پیدا کرکے اپنے مذہب کو فروغ دیا۔ اس قسم کی واہی تباہی باتیں عیسائیوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں سوچیں اور اسلام کو عیسائیت اور یہودیت کا چربہ بتایا۔ اور یہ کہ قرآن پیغمبر اسلام پر الہامی کتاب بن کر نہیں اترا ہے۔ بلکہ انھوں نے اسے سن سنا کر لکھایا ہے اور اس کی تمام تعلیمات تورات و انجیل سے لی گئی ہیں۔ اسی لغو اور غلط خیال کو اس پمفلٹ میں پھر دہرایا گیا ہے اور انشاءاللہ والی آیت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "شائد حضرت محمد نے یہودیوں اور عیسائیوں کو یہ الفاظ کہتے ہوئے سنا ہو، اور ان سے

یہ تعلیم پائی ہو"۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ مسلمانوں کے عقیدہ میں قرآن کا ایک ایک حرف وحی الٰہی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے واسطہ سے نازل ہوا ہے، نہ اس کے خیالات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور نہ الفاظ و عبارات آپ کی ہیں، بلکہ قرآن کے الفاظ و معانی دونوں ہی وحی الٰہی ہیں۔ اور یہ کہ اسلام اور اس کی تعلیمات وہی ہیں جو تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہیں۔ اور اس کی بنیاد اسی دین کی اکائی پر ہے جو حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک مسلم رہی ہے اور جس کی تعلیم و تاکید تمام انبیاء و رسل نے کی ہے۔ قرآن ہی میں صاف صاف اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول سے کہا کہ آپ اعلان کردیں کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں، بلکہ اسی سلسلۂ نبوت و رسالت سے میرا بھی تعلق ہے جس سے تمام انبیائے سابقین تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن میں جگہ جگہ تورات و انجیل کے حوالے اور تعلیمات کا ذکر ہے بلکہ بعض احکام جو تورات وغیرہ میں پہلے سے موجود ہیں قرآن نے بھی ان کو باقی رکھا ہے، مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اسلام یہودیت اور عیسائیت کا سرقہ اور چربہ ہے کیوں کہ جتنے آسمانی ادیان ہیں سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں اور سب کا مقصد دعوت ایک رہا ہے مگر وہ اپنی جگہ مستقل رہے ہیں، خود حضرت عیسیٰؑ نے جس دین کی دعوت دی تھی وہ حضرت موسیٰ کے دین سے تعلق رکھتا تھا جس کا تذکرہ موجودہ اناجیل میں بار بار آیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ نے یہ بات دہرائی ہے کہ میں کوئی نئی شریعت اور نیا مذہب لیکر نہیں آیا ہوں بلکہ بنی اسرائیل کو وہی سب کچھ بتانے آیا ہوں جسے میرے پیش رو انبیاء موسیٰ وغیرہ بتا چکے ہیں مگر اس کے باوجود کہ وہ یہودیوں کا مذہب تھا اور اس کا تعلق نسلی اور دینی تعلق بھی بنی اسرائیل سے تھا اسے انھوں نے اپنے حق میں غلط سمجھا اور عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح کو سولی دے کر دم لیا۔ مگر اب دو ہزار سال کے بعد گذشتہ سال عیسائی پاپاؤں نے مل کر اپنا یہ عقیدہ ختم کرکے رومی بادشاہ کو یسوع مسیح کا قاتل مان لیا ہے۔

عیسائیوں نے اسلام اور قرآن کے بارے میں وہی بات دہرائی ہے جسے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی انجیل کے بارے میں کہا ہے، مگر جس طرح یہودیوں کی یہ بکواس سراسر غلط تھی، اسی طرح عیسائیوں کی یہ الزام تراشی بھی غلط ہے کہ حضرت محمدؐ نے یہودیوں اور عیسائیوں سے سنکر قرآن کی تعلیمات جمع کرلی ہیں۔ واضح ہو کہ ہم عیسائیوں کی بکواس کے جواب میں طول نہیں دے رہے ہیں، یہ تمام بحثیں ابھی ہندوستان میں گذشتہ صدی میں ہو چکی ہیں، اور علمائے اسلام نے

ان کے جوابات پورے طور سے دے دئے ہیں، تفصیل کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

موجودہ اناجیل اربعہ کی حقیقت :-

البتہ قرآن پر اس قسم کا الزام دینے والوں کو چاہیئے کہ وہ پہلے اپنی انجیل کو دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تو درکنار وہ حضرت یسوع مسیح تک کی کتاب ہے یا نہیں؟ اس کے بعد قرآن پر اس قسم کا الزام رکھیں، عیسائیوں کے پاس اس وقت ایک نہیں چار چار انجیلیں ہیں جن کو وہ مقدس مانتے ہیں، اور یہ چاروں اپنے مضامین اور عبارات میں ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ ان میں کوئی بھی الہامی نہیں ہے۔ بلکہ یسوع مسیح کے چار حواریوں کی یادداشتوں کا مختصر مختصر مجموعہ ہیں جن کی حیثیت نوٹ بک یا پمفلٹ سے زیادہ نہیں۔ یوحنا، مرقس، لوقا اور متی نے اپنے اپنے وقت میں اپنی یادداشت کے مطابق چھوٹی چھوٹی نوٹ بکیں بنائیں جن میں یسوع مسیح کے بعض حالات، کچھ معجزات، کچھ باپ بیٹے کی باتیں، کچھ اندھے اور کوڑھی کے اچھا کرنے کی کہانیاں ہیں، اور سب سے زیادہ تفصیل مسیح کے سولی دئے جانے، کانٹوں کا تاج پہنائے جانے، سولی کے بعد تیسرے دن جی اٹھ کر حواریوں میں ظاہر ہونے، عشاء ربانی اور خمیری و خطیری روٹیاں کھانے کی باتیں درج ہیں، ان کو زیادہ سے زیادہ حضرت مسیح کی مختصر سوانح حیات اور لائف کہا جاسکتا ہے۔ یہی چار نوٹ بکیں پوری دنیائے مسیحیت کا دینی سرمایہ ہیں۔ پھر اس کو اہمیت دینے کے لئے ان چاروں انجیلوں کے ساتھ کچھ عیسائی مبلغوں کے خطوط و مکاتیب بھی شامل ہیں۔ اور ان سب کے مجموعہ کو عہد نامۂ جدید اور بائیبل کہتے ہیں، جن میں ایک بھی نہ الہامی ہے نہ یسوع مسیح کی طرف منسوب ہے، اور نہ ہی ان کی زندگی میں مرتب کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے عیسائی قوم دنیا کی بہت ہی مسکین و بے مایہ قوم ہے۔

اور یہی حال تورات کا ہے کہ وہ اگرچہ ابھی خاصی ضخیم کتاب ہے اور اس میں قدیم قبائل و اقوام کی نسبی و نسلی تاریخ بھی ہے مگر وہ بھی وحی الٰہی ہے نہیں۔ اس میں حضرت موسیٰ کے بعد بخت نصر کے بنی اسرائیل کو قتل کرنے اور ان کے مصر سے حضرت موسیٰ وغیرہ کی لاش کے تابوت کو لے کر ملک شام کی طرف بھاگنے کی کہانی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تھی اس میں کئی سو برس بعد کی یہ کہانیاں نہیں ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح اس میں اور بھی تحریفیں موجود ہیں، پس موجودہ تورات ہو یا انجیل ان میں سے کوئی بھی اصلی اور غیر محرف نہیں ہے اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر جو آسمانی کتابیں نازل ہوئی تھیں ان کا پتہ نہیں ہے۔ ہاں ان کی بعض بعض باتیں کہیں کہیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ مگر وہ اس لئے قابل اعتبار نہیں ہیں کہ بعد والوں نے ان میں بہت کمی زیادتی کر دی ہے، ان حالات میں

یہ بات بڑی جسارت کی ہے کہ جن عیسائیوں کے یہاں اپنی آسمانی کتاب تک نہیں ہے اور جو کچھ ہے وہ بالکل ساقط الاعتبار ہے وہ مسکین و بے مایہ کہیں قرآن کے بارے میں کہیں کہ حضرت محمدؐ نے اس کو یہودیوں اور عیسائیوں سے سن کر جمع کیا ہے اگر یہ مثل صحیح ہے کہ اندھا ساری دنیا کے اندھا ہی بننے میں خوشی پاتا ہے تو یہ بات بھی صحیح ہے کہ مسکین بھی ساری دنیا کو اپنے جیسا مسکین ہی سمجھتے ہیں۔

فریب کارانہ الزام :-

یہ پمفلٹ جس مقصد کے لئے تقسیم کیا گیا ہے اس کے لئے "انشاءاللہ" کو تمہید بنا کر قرآن مجید کو الہامی کتاب کے بجائے مسلمانوں کو سمجھایا گیا کہ اس کی آیتوں کو حضرت محمدؐ یہود و نصاریٰ سے سن کر جمع کرتے تھے، پھر بے جوڑ بات یوں لکھی گئی ہے۔

> "لیکن اس مسئلہ کا دوسرا پہلو پیش کرنے سے ہم گریز نہیں کرسکتے، جو کہ اشارۃً مذکورہ بالا سورۃ الکہف میں رقوم ہے (قرآن کی آیت لکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے) اور کہہ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے، پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے، ہم نے رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ جو گھیر رہی ہے ان کو اس کی قناتیں، اب مقام غور بلکہ جائے حیرت ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے باوجود اہل اسلام میں سے اکثر اپنی ابدی قسمت کو بھی یعنی گناہ سے نجات اور زندگی میں داخلہ کو محض انشاءاللہ کہنے پر چھوڑ دیتے ہیں"

معلوم نہیں انشاءاللہ سے اس آیت کا کیا جوڑ ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "اے رسولؐ آپ کہہ دیں کہ تمہارے رب کی طرف سے سچائی آچکی ہے اب جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے کفر کرے، ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کے خیمے ظالموں کو گھیر لیں گے" اس آیت کو نقل کرکے نہ معلوم جذبۂ حسد و عناد سے یا جذبۂ خیر خواہی سے مسلمانوں میں سے اکثر کو اپنی نجات کے بارے میں صرف انشاءاللہ کہہ کر مطمئن ہوجانے پر مقام غور بلکہ جائے حیرت پیدا کی جارہی ہے، قانون جزا و سزا کے فطری اصولوں کے ماتحت قرآن حکیم نے اعلان کردیا ہے کہ جو سچائی پر ایمان لائے گا وہ نجات پائے گا اور جو اسے نہیں مانے گا جہنم میں جائے گا۔ اس صاف اور واضح قانونِ مجازات کے بعد معلوم نہیں کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ مسلمان اپنی نجات کا دارومدار انشاءاللہ پر سمجھتے ہیں، ایسا نتیجہ منطقی نہیں بلکہ احمقانہ ہے اور ہرگز یہ بات نہیں ہے بلکہ قرآن میں مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ۔

بیشک اللہ غفور رحیم ہے ۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے ۔ آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیں جنھوں نے گناہ کرکے اپنے اوپر زیادتی کی ہے کہ تم لوگ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو ۔ تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا ۔ جب مجھے پکارنے والا پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں ۔ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں ۔ اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو ہرگز نہیں معاف کرے گا۔ اس کے سوا جس کو چاہے معاف کردے ۔ اور اسی قسم کی سیکڑوں بلکہ ہزاروں آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی بشارت دیتی ہے اور مسلمان جب گناہ ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے ۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ گناہ کرنے کے بعد صرف انشاء اللہ پر نہ بھروسہ کرکے بیٹھ جائے یعنی کہ اگر اللہ چاہے گا تو معاف کرے گا ۔ بلکہ گناہ گار کے لئے توبہ و استغفار ضروری قرار دیا گیا ہے اور اپنے رب سے عجز و اعتراف کا تعلق پیدا کرنے کی شدید تاکید کی گئی ہے تاکہ اس کے گناہ معاف ہوں۔

اہل یقین کو شک و شبہ کی دعوت :-

مسلمانوں کی ابدی نجات کا دارومدار انشاء اللہ پر مان کر بائیبل کے چند حوالے دئے گئے ہیں جن میں نجات و مغفرت کی باتیں ہیں۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ نجات صرف اسی پر موقوف ہے کہ انشاء اللہ کے شک و شبہ سے نکل کر نجات اور بخشش کے لئے بائبلی یقین کو اختیار کریں اور نتیجہ کے طور پر کہا گیا ہے کہ

> "پس بائیبل مقدس کے ان حوالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خدا اپنی محبت بھری مرضی کی بابت انسان کو خوب آگاہ کیا تاکہ گنہگار ہلاک نہ ہو جائے اور جب خدا ایسا ہر ایک گنہ گار انسان کی بہتری و بہبودی کو یہ چاہتا ہے تو کیا یہ قابل توجہ نہیں کہ وہ اس ارادے کو عمل میں لانے کی صورت بھی نکالے؟ انجیل مقدس ہی خدا کا وہ کلام ہے جو گنہگاروں کو یقین دلاتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی کفارہ بخش موت کے وسیلہ کر ہمارے بے شمار گناہ معاف کئے جا سکتے ہیں یہ کیوں کہ بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی" لیکن مسیح ۔ اب زمانوں کے آخر میں ایک بار ظاہر ہوا تاکہ اپنے آپ کو قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دے ۔ (عبرانیوں کا خط ۹ باب ۲۲ : ۲۶ آیات)

غرض ہے کہ بائیبل مقدس نے جو کچھ گنہگاروں کی بخشش کے بارے میں تسلی دی ہے اس سے کہیں زیادہ قرآن مجید نے مغفرت کا یقین دلایا ہے، جیسا کہ اوپر چند آیتوں کے حوالے سے معلوم ہوا ہے، نیز قرآن مجید میں ہے کہ ۔ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے ۔ اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے ۔ ہم نے اے محمدؐ آپ کو تمام عالم کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس انجیل مقدس کی بشارتوں سے بہتر ہمارے لئے قرآن مجید کی نجات کی یقین دہانیاں ہیں اور ہم حواریوں اور مبلغوں کی لکھی یادداشتوں سے زیادہ یقین اللہ کے یہاں سے براہ راست آئی ہوئی کتاب پر رکھتے ہیں اور براہ راست ہر گناہ گار اپنے رب سے معافی کا خواستگار ہو کر اس سے مغفرت کا پروانہ لے سکتا ہے اور ایمان و یقین کی اطمینان بخش زندگی پا سکتا ہے ، جب ہمارے سامنے پوری دنیا میں کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی کتاب انجیل کا اصلی اور صحیح نسخہ نہیں ملتا ہے اور ان کے حواریوں کی بیچی کھچی یادداشتیں ہی سب کچھ ہیں تو ہم ان پر کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ اس کی تمام باتیں خدا کی ہیں ۔ قصہ کہانی کے ملے جلے افسانوی مجموعہ کو ہم حقیقت پر کیسے محمول کر کے اطمینان کر سکتے ہیں۔

جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج :-

باقی رہا عیسائیوں کا کفارۂ مسیح کا عقیدہ جو ان کا بنیادی عقیدہ ہے، تو وہ دنیا کے مذاہب میں سب سے بودا بے بنیاد اور غیر فطری عقیدہ ہے اور کوئی سمجھدار انسان اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کرے گا ۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت یسوع مسیح نے سولی پا کر پوری عیسائی دنیا کی مغفرت کرا لی ہے اور باپ نے بیٹے کو سولی پر چڑھا کر گنہگاروں کی مغفرت کا سامان کیا ہے ، اب جو کوئی یسوع مسیح پر ایمان لائے گا وہ گنہ گار نہیں رہ سکتا اور اس کی مغفرت صرف عیسائی بن جانے سے ہو جاتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسائی قوم پوری دنیا میں خوب خوب اودھم مچائے ، اچھائی اور برائی کی تمیز سے بالاتر ہو کر زندگی بسر کرے ، جس قدر چاہے گناہ کرے ، قتل و غارت ، خون خرابہ ، زنا کاری ، بدکاری ، لوٹ مار ، فریب دھوکہ ، جعل سازی ، بد دیانتی الغرض ہر عیسائی جو چاہے آنکھ بند کر کے کرے ، اور اطمینان سے یہ نعرہ لگائے کہ

جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

کیوں کہ یسوع مسیح کی کفارہ بخش موت نے اس کی نجات کا ٹھیکہ لے لیا ہے ۔ اور انھوں نے اپنے آپ کو

قربان کرنے سے گناہ کو مٹا دیا ہے۔ اسی گمراہ کن اور غلط عقیدہ کی بنیاد پر عیسائی قوم کے یہاں نہ کوئی ضابطہ اخلاق ہے نہ نیکی بدی کا کوئی فرق ہے نہ اچھا برا جاننے کا کوئی نظام ہے، نہ انفرادی و شخصی کوئی کردار ہے نہ اجتماعی و قومی کوئی معیار ہے بلکہ زندگی بسر کرنے کا معیار یہ عقیدہ ہے کہ ہر عیسائی کی نجات کے لئے یسوع مسیح کی کفارہ بخش موت کافی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگلی شریعتوں اور رسولوں نے جو تعلیمات پیش کیں اور نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے لئے جو کچھ کیا وہ آخر زمانہ میں آکر بے کار محض ہو گیا۔ اور انبیاء و رسل کی دعوت کی بنیاد دھڑام سے گر گئی، پھر معلوم نہیں کیوں عیسائی حکومتیں قوانین بناتی ہیں اور جرم و سزا کے لئے عدالتیں اور سزا خانوں کا انتظام کرتی ہیں۔ جب ان کا دین ہے کہ کوئی گناہ چھوٹا سے چھوٹا یا بڑا سے بڑا ہو ایسا نہیں ہے جس کی سزا کسی حالت میں مل سکے۔ بلکہ یسوع مسیح نے ثواب گناہ اور نیکی و بدی کا فرق اپنی کفارہ والی موت سے ختم کر دیا ہے اور عیسائی ابدی نجات کا پروانہ بردار ہے۔ یہ عقیدہ دنیا میں برائی پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور ایسے عقیدہ والے انسان کو شرافت، ایمان، دین، دیانت، سچائی، ہمدردی اور اسی طرح کی اخلاقی و روحانی خوبی کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ ہفتہ بھر بد سے بدتر زندگی بسر کرکے آٹھویں دن گرجا میں چلا جائے اور پادری سے ہفتہ بھر کی کارستانی کی کہانی سنا کر اور اپنی نجات کا پروانہ لے کر گھر چلا آئے۔ شاید دنیا کے کسی مذہب میں اتنی گئی گذری تعلیم نہ ہو، مگر اقتدار اور مال و دولت والی عیسائی قوم کتنی جسارت سے اس کی تبلیغ کرتی ہے اور مسلمانوں کو عیسائیت کے اس عقیدہ میں آنے کی دعوت دیتی ہے، جس کے دین و ایمان کا دارو مدار قانون مجازات کا فطری اصول پر ہے، جو انسانی زندگی کے کام پر لاگو ہوتا ہے اور ساری دنیا اسی اصول پر زندگی بسر کرتی ہے۔ کوئی قوم اس عقیدے کو مان کر دنیا اور آخرت میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی، اور جو لوگ اس عقیدے کی تبلیغ کرتے ہیں وہ خود بھی اس پر عمل نہیں کرتے، کیا پوری عیسائی دنیا جزا و سزا کے اصول کو نہیں مانتی؟ اور کیا اس کے یہاں جرائم کی سزا نہیں ہے؟ اگر یہ بات ہے تو کفارۂ مسیح پر ایمان نہیں رہا اور اگر نہیں ہے تو پھر یہ سارے قوانین اور ضابطے کیوں برتے جاتے ہیں؟

عزیز دوست! ہم آپ کو انجیل مقدس کی خوشخبری دیتے ہیں کہ خداوند آپ کی نہ کسی اور کی ہلاکت چاہتا ہے برعکس اس کے اس نے توبہ اور معافی بلکہ پوری پوری نجات حاصل کرنے کا دروازہ آپ کے سامنے کھول دیا ہے۔ آپ کو عمر بھر نجات کے متعلق شک و شبہ میں نہیں رہنا پڑتا۔ کیوں کہ خداوند یسوع مسیح نے صاف صاف فرمایا ہے کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اور اس پر سزا کا حکم

نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔ (یوحنا کی کتاب ۵ باب ۲۴ آیت)

ہم مسلمانوں کو اس سے زیادہ یقینی بشارت قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ جو نہ کسی صحابی رسول کی کتاب ہے اور نہ کوئی یادداشت ہے جو بعد میں لکھی گئی ہو۔ بلکہ اللہ کا کلام ہے اور وحی الٰہی ہے، اس میں ہے کہ جو شخص آخرت کا ارادہ کرکے اس کے لئے جد و جہد کرے تو اس کی یہ کوشش بار آور ہو گی۔ اور دوسری جگہ ہے کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے ان کی منزل جنت الفردوس ہو گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اس سے نکلنا نہیں چاہیں گے، اور ایک جگہ ہے کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس قول پر جم گئے ان پر فرشتوں کا نزول ہو گا کہ تم لوگ نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو۔ اور اس جنت کی بشارت لو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے، ہم تمہارے دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں۔ اور آخرت میں۔ اور تمہارے لئے اس میں نعمتیں ہیں جس کی تم خواہش کرو گے، اور اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جن کو تم چاہو گے وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی بے شمار آیتیں قرآن مجید میں صاف و صریح طور سے موجود ہیں اس لئے ہم مسلمانوں کو دوسروں کی سنی سنائی اور لکھی لکھائی باتوں کے سننے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر جیسا کہ یوحنا کی انجیل میں یسوع مسیح نے فرمایا ہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آیا ہوں۔ عیسائیت کا دائرہ بنی اسرائیل کی نسل تک محدود ہے وہ کوئی عالمی دین نہیں ہے اور اس میں آفاقیت نہیں ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صاف صاف فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے اس لئے مسلمان خدا کے آفاقی اور کائناتی دین پر رہ کر اس کی بندگی کرتے ہیں، نسلی اور وقتی مذہب ہمارے ذہن و مزاج سے میل نہیں کھاتا۔ . . . .

ہم مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی ایک ایک آیت مقدس اور وحی الٰہی ہے اس لئے ہم اسے کسی بری صورت میں استعمال کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ اور اشتہاروں اور پوسٹروں میں اصلی آیتیں درج کرنا قرآن کی عظمت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ آئندہ سے اس کا خیال ضروری ہے۔